قاتل کی توبہ کے متعلق تفصیل

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کسی جھگڑے کی وجہ سے ایک شخص نے کسی کا قتل کر دیا، پھر مقتول کے ورثا نے رقم لے کر قتل معاف کر دیا، اور قاتل نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ بھی کر لی تو کیا قاتل کی بخشش ہو جائے گی؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

یہ یاد رہے کہ! مسلمان کا، جان بوجھ کر ناحق قتل بہت سخت اور کبیرہ گناہ ہے، جس پر قرآن وحدیث میں بہت سخت وعید آئی ہے، اور اس کے ساتھ تین حق متعلق ہیں: ایک اللہ تعالی کا حق، دوسرا مقتول کا حق، اور تیسرا اس کے اولیا کا حق۔ اولیا کے معاف کر دینے سے ان کا حق معاف ہو گیا اور اگر اللہ تعالی کی بارگاہ میں سچی توبہ کی تو اللہ تعالی کا حق بھی معاف ہو جائے گا لیکن مقتول کا حق ابھی باقی ہے، جس کا قیامت میں مطالبہ ہو گا۔ البتہ! قاتل کو چاہیے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتا رہے، مقتول کے لیے بھی بخشش کی دعا وغیرہ کرتا رہے اور یہ بھی دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالی کل قیامت میں اپنے فضل سے مقتول کو راضی کر کے اس کے ساتھ صلح کروا دے، اگر توبہ سچی ہوئی تو امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالی قیامت میں مقتول کو اپنے فضل سے راضی کر کے صلح کروا دے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

(وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔ (القرآن، سورۃ النساء، پارہ 5، آیت: 93)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لو أن أهل السماء والأرض اشتركوا في دم مؤمن لأكبهم الله في النار"

ترجمہ: اگر زمین و آسمان والے کسی مومن کے خون (یعنی ناحق قتل) میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے۔ (سنن الترمذی، جلد4، صفحہ 17، حدیث 1398، مطبوعہ: مصر)

ردالمحتار میں ہے

"قال في تبيين المحارم: واعلم أن توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على إرضاء أولياء المقتول فإن كان القتل عمدا لا بد أن يمكنهم من القصاص منه، فإن شاء وا قتلوه، وإن شاء وا عفوا عنه مجانا، فإن عفوا عنه كفته التوبة اهـ ملخصا۔۔۔أقول: والظاهر أن الظلم المتقدم لا يسقط بالتوبة لتعلق حق المقتول به، وأما ظلمه على نفسه بإقدامه على المعصية فيسقط بها تأمل"

ترجمہ: تبیین المحارم میں فرمایا: جان لو کہ قاتل کی توبہ صرف استغفار اور شرمندگی سے نہیں ہوتی بلکہ مقتول کے اولیا کو راضی کرنے پر موقوف ہوتی ہے، پس اگر قتل عمد ہو تو ضروری ہے کہ وہ خود کو انہیں قصاص کے لئے پیش کرے، پھر اگر وہ چاہیں تو قتل کر دیں، چاہیں تو بغیر کسی بدلے کے معاف کر دیں، پس اگر انہوں نے معاف کر دیا تو اس کو توبہ کفایت کرے گی۔ اور میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ سابقہ ظلم توبہ سے ساقط نہیں ہو گا کیونکہ اس سے مقتول کا حق متعلق ہے، اور بہرحال گناہ پر اقدام کر کے اپنی جان پر ظلم کرنا تو وہ توبہ سے ساقط ہو جائے گا۔ مزید غور کرو۔ (ردالمحتار، جلد10، صفحہ 192، مطبوعہ: کوئٹہ)

قاتل کی توبہ کے متعلق صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہو سکتا ہے نہ اب قصاص لیا جا سکتا ہے نہ دیت لی جا سکتی ہے۔ رہا مواخذہ اخروی، اُس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قتل ناحق میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔ ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔۔۔ قاتل کی توبہ صحیح نہیں، جب تک وہ اپنے کو قصاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہو سکے راضی کرے۔ خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت کریں یا بغیر کچھ لیے معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت پر اقدام کرنے کا جرم و ظلم یہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔" (بہار شریعت، جلد3، حصہ 17، صفحہ 762، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وما أما مطالبة المقتول القاتل يوم القيامة فإنه حق من حقوق الآدميين وهو لا يسقط بالتوبة فلا بد من أدائه وإلا فلا بد من المطالبة يوم القيامة، ولكن لا يلزم من وقوع المطالبة المجازاة، وقد يكون للقاتل أعمال صالحة تصرف إلى المقتول أو بعضها. ثم يفضل له أجر يدخل به الجنة، أو يعوض الله المقتول من فضله بما يشاء من قصور الجنة ونعيمها ورفع درجته ونحو ذلك، والله أعلم"

ترجمہ: اور بہر حال مقتول کا قیامت کے دن قاتل سے مطالبہ کرنا، تو یہ آدمیوں کے حقوق میں سے ایک حق ہے اور وہ توبہ کے ساتھ ساقط نہیں ہوگا، پس اس کی ادائیگی ضروری ہے، ورنہ تو قیامت کے دن مطالبہ ضرور ہوگا، لیکن مطالبہ کرنے سے سزا دینا لازم نہیں آتا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ قاتل کے نیک اعمال ہوں جو سارے یا بعض اعمال مقتول کو دے دیئے جائیں پھر اس کے لیے ایسا اجر باقی رہے، جس کے سبب جنت میں چلا جائے یا اللہ تعالی مقتول کو اپنے فضل سے جنت کے محلات، اس کی نعمتوں، بلندی درجات اور اس کی مثل چیزوں میں سے جو چاہے، اس کا عوض دے دے گا، اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ (عمدۃ القاری، جلد 18، صفحہ 183، 184، مطبوعہ: بیروت)

فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"وفي الحديث مشروعية التوبة من جميع الكبائر حتى من قتل الأنفس ويحمل على أن الله تعالى إذا قبل توبة القاتل تكفل برضا خصمه"

ترجمہ: اور اس حدیث شریف میں تمام کبیرہ گناہوں یہاں تک کے قتلِ نفس سے توبہ کی مشروعیت کا ثبوت ہے اور اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ جب قاتل کی توبہ قبول فرمائے گا تو وہ اس کے خصم (یعنی مقتول) کو راضی کرنے کو اپنے ذمہ کرم پر لے لے گا۔ (فتح الباری لابن حجر، جلد 6، صفحہ 517، دار المعرفۃ، بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-4187

تاریخ اجراء: 14 ربیع الاول 1447ھ / 08 ستمبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net